سوچنے کی باتیں

برادران اسلام! دنیا میں اس وقت مسلمان ہی وہ خوش قسمت لوگ ہیں جنکے پاس اللہ کا کلام بالکل محفوظ، تمام تحریفات سے پاک، ٹھیک ٹھیک اُنہی الفاظ میں موجود ہے جن الفاظ میں وہ اللہ کے رسول برحق پر اترا تھا۔ اور دنیا میں اس وقت مسلمان ہی وہ بدقسمت لوگ ہیں جو اپنے پاس اللہ کا کلام رکھتے ہیں اور پھر بھی اسکی برکتوں اور بے حد و حساب نعمتوں سے محروم ہیں۔ قرآن اِنکے پاس اس لئے بھیجا گیا تھا کہ اُسکو پڑھیں، سمجھیں، اسکے مطابق عمل کریں، اور اس کو لیکر خدا کی زمین پر خدا کے قانون کی حکومت قائم کردیں۔ وہ اِن کو عزت اور طاقت بخشنے آیا تھا۔ وہ اِنہیں زمین پر خدا کا اصلی خلیفہ بنانے آیا تھا۔ اور تاریخ گواہ ہے کہ جب اِنہوں نے اسکی ہدایت کے مطابق عمل کیا تو اُس نے اِن کو دنیا کا امام اور پیشوا بنا کر بھی دکھا دیا۔ مگر اب اِن کے ہاں اُس کا مصرف اسکے سوا کچھ نہیں رہا کہ گھر میں اسکو رکھ کر جن بھوت بھگائیں، اسکی آیتوں کو لکھ کر گلے میں باندھیں اور گھول کر پئیں، اور محض ثواب کے لیے بے سمجھے بوجھے پڑھ لیا کریں۔ اب یہ اُس سے اپنی زندگی کے معاملات میں ہدایت نہیں مانگتے۔ یہ اُس سے نہیں پوچھتے کہ ہمارے عقائد کیا ہونے چاہئیں؟ ہمارے اعمال کیسے ہونے چاہئیں؟ ہمارے اخلاق کیسے ہونے چاہئیں؟ ہم زندگی کیونکر بسر کریں؟ لین دین کس طرح کریں؟ دوستی اور دشمنی میں کس قانون کی پابندی کریں؟ خدا کے بندوں کے اور خود اپنے نفس کے حقوق ہم پر کیا ہیں اور انہیں ہم کس طرح ادا کریں؟ ہمارے لیے حق کیا ہے اور باطل کیا؟ اطاعت ہمیں کس کی کرنی چاہیے اور نافرمانی کس کی؟ تعلق کس سے رکھنا چاہیے

اور کس سے نہ رکھنا چاہیے؟ ہمارا دوست کون ہے اور دشمن کون؟ ہمارے لیے عزت اور فلاح اور نفع کس چیز میں ہے اور ذلت اور نامرادی اور نقصان کس چیز میں؟ یہ ساری باتیں اب مسلمانوں نے قرآن سے پوچھنی چھوڑ دی ہیں۔ اب یہ کافروں اور مشرکوں سے، گمراہ اور خود غرض لوگوں سے اور خود اپنے نفس کے شیطان سے ان باتوں کو پوچھتے ہیں اور انہی کے کہے پر چلتے ہیں۔ اسلیے خدا کو چھوڑ کر دوسروں کے حکم پر چلنے کا جو انجام ہونا چاہیے وہی ان کا ہوا اور اسی کو یہ آج ہندوستان میں اور چین اور جاوا میں، فلسطین اور شام میں، الجزائر اور مراکش میں، ہر جگہ بری طرح بھگت رہے ہیں۔ قرآن تو خیر کا سرچشمہ ہے۔ جتنی اور جیسی خیر تم اس سے مانگو گے یہ تمہیں دیگا۔ تم اس سے محض جن بھوت بھگانے اور کھانسی بخار کا علاج اور مقدمہ کی کامیابی اور نوکری کا حصول اور ایسی ہی چھوٹی چھوٹی ذلیل بے حقیقت چیزیں مانگتے ہو تو یہی تمہیں ملینگی۔ اگر دنیا کی پادشاہی اور روئے زمین کی حکومت مانگو گے تو وہ بھی ملیگی، اور اگر عرشِ الٰہی کے قریب پہنچنا چاہو گے تو یہ تمہیں وہاں بھی پہنچا دیگا۔ یہ تمہارے اپنے ظرف کی بات ہے کہ سمندر سے پانی کی دو بوندیں مانگتے ہو۔ ورنہ سمندر تو دریا بخشنے کے لیے بھی تیار ہے۔

حضرات! جو ستم ظریفیاں ہمارے بھائی مسلمان اللہ کی اس کتاب پاک کے ساتھ کرتے ہیں وہ اس قدر مضحکہ انگیز ہیں کہ اگر یہ خود کسی دوسرے معاملہ میں کسی شخص کو ایسی حرکتیں کرتے دیکھیں تو اسکی ہنسی اڑائیں بلکہ اسکو پاگل قرار دیں۔ بتائیے، اگر کوئی شخص حکیم سے نسخہ لکھوا کر لائے اور اسے کپڑے میں لپیٹ کر گلے میں باندھ لے یا اسے پانی میں گھول کر پی جائے تو آپ اسے کیا کہیں گے؟ کیا آپ کو اس پر ہنسی نہ آئیگی اور آپ اسے بے وقوف نہ سمجھینگے؟ مگر سب سے بڑے حکیم نے آپکے امراض کے لیے شفا اور رحمت کا جو بے نظیر نسخہ لکھ کر دیا ہے اسکے ساتھ آپ کی آنکھوں کے سامنے رات دن یہی سلوک ہو رہا ہے اور کسی کو اس پر ہنسی نہیں آتی۔ کوئی نہیں سوچتا کہ نسخہ گلے میں لٹکانے اور گھول کر پینے کی چیز

نہیں ہے بلکہ اس لیے ہوتا ہے کہ اسکی ہدایت کے مطابق دوا استعمال کی جائے۔

بتائیے اگر کوئی شخص بیمار ہو اور وہ علم طب کی کوئی کتاب لے کر پڑھنے بیٹھ جائے اور یہ خیال کرے کہ محض اس کتاب کو پڑھ لینے سے بیماری دور ہو جائیگی تو آپ اسے کیا کہینگے؟ کیا آپ نہ کہینگے کہ بھیجو اسے پاگل خانے میں، اس کا دماغ خراب ہو گیا ہے؟ مگر شافی مطلق نے جو کتاب آپکے امراض کا علاج کرنیکے لیے بھیجی ہے اسکے ساتھ آپکا یہی برتاؤ ہے۔ آپ اسکو پڑھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ بس اسکے پڑھ لینے ہی سے تمام امراض دور ہو جائینگے۔ اسکی ہدایات پر عمل کرنے کی ضرورت نہیں، نہ اُن چیزوں سے پرہیز کی ضرورت ہے جنکو یہ مضر بتا رہی ہے۔ پھر آپ خود اپنے اوپر بھی وہی حکم کیوں نہیں لگاتے جو اُس بیمار پر لگاتے ہیں جو بیماری دور کرنیکے لیے صرف علم طب کی کتاب پڑھ لینے کو کافی سمجھتا ہے؟

آپکے پاس اگر کوئی خط کسی ایسی زبان میں آتا ہے جسے آپ نہ جانتے ہوں تو آپ دوڑے ہوئے جاتے ہیں کہ اُس زبان کے جاننے والے سے اس کا مطلب پوچھیں۔ جب تک آپ اس کا مطلب نہیں جان لیتے آپ کو چین نہیں آتا۔ یہ معمولی کاروبار کے خطوط کے ساتھ آپکا برتاؤ ہے جن میں زیادہ سے زیادہ چار پیسوں کا فائدہ ہو جاتا ہے۔ مگر خداوند عالم کا جو خط آپکے پاس آیا ہوا ہے اور جس میں آپکے لیے دین و دنیا کے تمام فائدے ہیں، اسے آپ اپنے پاس یونہی رکھ چھوڑتے ہیں، اس کا مطلب سمجھنے کے لیے کوئی بے چینی آپ میں پیدا نہیں ہوتی۔ کیا یہ حیرت اور تعجب کا مقام نہیں؟

یہ باتیں میں ہنسی دل لگی کے لیے نہیں کر رہا ہوں۔ آپ ان باتوں پر غور کرینگے تو آپ کا دل گواہی دیگا کہ دنیا میں سب سے بڑھ کر ظلم اللہ کی اس کتاب پاک کے ساتھ ہو رہا ہے، اور یہ ظلم کرنے والے وہی لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں، اور اس پر جان قربان کرنے کے لیے تیار ہیں۔ بے شک وہ ایمان رکھتے ہیں، اور اسے جان سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں، مگر افسوس

یہ ہے کہ وہی اس پر سب سے زیادہ ظلم کرتے ہیں۔ اور اللہ کی کتاب پر ظلم کرنے کا جو انجام ہے وہ ظاہر ہے۔ خوب سمجھ لیجیے! اللہ کا کلام انسان کے پاس اس لیے نہیں آتا کہ وہ بدبختی اور نکبت و مصیبت میں مبتلا ہو۔ طٰهٰ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰى۔ یہ سعادت اور نیک بختی کا سرچشمہ ہے۔ شقاوت اور بدبختی کا ذریعہ نہیں ہے۔ یہ قطعی ناممکن ہے کہ کوئی قوم خدا کے کلام کی حامل ہو اور پھر دنیا میں ذلیل و خوار رہو، دوسروں کی محکوم ہو، پاؤں میں روندی اور جوتیوں سے ٹھکرائی جائے، اس کے گلے میں غلامی کا پھندا ہو اور غیروں کے ہاتھ میں اس کی باگیں ہوں، اور وہ اس کو اس طرح ہانکیں جیسے جانور ہانکے جاتے ہیں۔ یہ انجام اُس کا صرف اُسی وقت ہوتا ہے جب وہ اللہ کے کلام پر ظلم کرتی ہے۔

بنی اسرائیل کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ ان کے پاس توراۃ اور انجیل بھیجی گئی تھیں اور کہا گیا تھا کہ:۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِيْلَ	اگر وہ توراۃ اور انجیل اور اُن کتابوں کی پیروی پر قائم
وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَكَلُوْا	رہتے جو ان کے پاس بھیجی گئی تھیں تو ان پر آسمان سے رزق
مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ	برستا اور زمین سے رزق اُبلتا۔

مگر انہوں نے اللہ کی ان کتابوں پر ظلم کیا، اور اس کا نتیجہ یہ دیکھا کہ:۔

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ	ان پر ذلت اور محتاجی مسلط کر دی گئی اور وہ خدا کے
وَبَآءُوْا بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ ۔ ذٰلِكَ	غضب میں گھر گئے۔ یہ اسلیے کہ وہ اللہ کی آیات
بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَ	سے کفر کرنے لگے تھے اور پیغمبروں کو ناحق قتل کرتے
يَقْتُلُوْنَ النَّبِيّٖنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۔ ذٰلِكَ	تھے۔ اور اسلیے کہ وہ اللہ کے نافرمان ہو گئے تھے اور
بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ	حد سے گذر گئے تھے۔

پس جو قوم خدا کی کتاب رکھتی ہو اور پھر بھی ذلیل و خوار اور محکوم و مغلوب ہو تو سمجھ لیجیے کہ وہ ضرور کتاب الٰہی پر ظلم کر رہی ہے اور اس پر یہ سارا وبال اسی ظلم کا ہے۔ خدا کے اس غضب سے نجات پانے کی اس کی

سوا کوئی صورت نہیں کہ اسکی کتاب کے ساتھ ظلم کرنا چھوڑ دیا جائے، اور اس کا حق ادا کرنے کی کوشش کی جائے۔ اگر آپ اس گناہ عظیم سے باز نہ آئینگے تو آپ کی حالت ہرگز نہ بدلیگی خواہ آپ گاؤں گاؤں کالج کھول دیں اور آپ کا بچہ بچہ گریجویٹ ہو جائے، اور آپ یہودیوں کی طرح سود خواری کر کے کروڑ پتی ہی کیوں نہ بن جائیں۔

حضرات! ہر مسلمان کو سب سے پہلے جو چیز جاننی چاہیے وہ یہ ہے کہ "مسلمان" کہتے کس کو ہیں اور "مُسلم" کے معنی کیا ہیں۔ اگر انسان یہ نہ جانتا ہو کہ "انسانیت" کیا چیز ہے اور انسان و حیوان میں فرق کیا ہے تو وہ حیوانوں کی سی حرکات کریگا اور اپنے آدمی ہونے کی قدر نہ کر سکیگا۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو یہ نہ معلوم ہو کہ مسلمان ہونے کے معنی کیا ہیں اور مسلم اور غیر مسلم میں امتیاز کس طرح ہوتا ہے تو وہ غیر مسلموں کی سی حرکات کریگا اور اپنے مسلمان ہونے کی قدر نہ کر سکیگا۔ لہذا مسلمان کو اور مسلمان کے ہر بچے کو اس بات سے واقف ہونا چاہیے کہ وہ جو اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو اسکے معنی کیا ہیں، مسلمان ہونے کے ساتھ ہی آدمی کی حیثیت سے میں کیا فرق واقع ہو جاتا ہے، اس پر کیا ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے، اور اسلام کی حدود کیا ہیں جنکے اندر رہنے سے آدمی مسلمان رہتا ہے اور جنکے باہر قدم رکھتے ہی وہ مسلمانیت سے خارج ہو جاتا ہے، چاہے وہ زبان سے اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتا جائے۔

"اسلام" کے معنی ہیں خدا کی اطاعت اور فرمانبرداری کے۔ اپنے آپ کو خدا کے سپرد کر دینا "اسلام" ہے۔ خدا کے مقابلہ میں اپنی آزادی و خود مختاری سے دست بردار ہو جانا "اسلام" ہے۔ خدا کی بادشاہی و فرمانروائی کے آگے سر تسلیم خم کر دینا اسلام ہے۔ جو شخص اپنے سارے معاملات کو خدا کے حوالہ کر دے وہ مسلمان ہے۔ اور جو اپنے معاملات کو خود اپنے ہاتھ میں رکھے یا خدا کے سوا کسی اور کے سپرد کرے وہ مسلمان نہیں ہے۔ خدا کے حوالہ کرنے یا خدا کے سپرد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ خدا نے اپنی کتاب اور اپنے رسول کے ذریعہ سے جو ہدایت بھیجی ہے، اسکو قبول کیا جائے، اس میں چون و چرا نہ کی

جائے، اور زندگی میں جو معاملہ بھی پیش آئے اس میں صرف قرآن اور سنتِ رسول کی پیروی کی جائے
جو شخص اپنی عقل، اور دنیا کے دستور، اور خدا کے سوا ہر ایک کی بات کو پیچھے رکھتا ہے، اور ہر معاملہ
میں خدا کی کتاب اور اسکے رسول سے پوچھتا ہے کہ مجھے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے، اور جو
ہدایت وہاں سے ملے اسکو بے چون وچرا مان لیتا ہے، اور اسکے خلاف ہر چیز کو رد کر دیتا ہے، وہ
اور صرف وہی "مسلمان" ہے، اسلیے کہ اس نے اپنے آپ کو بالکل خدا کے سپرد کر دیا، اور اپنے کو خدا
کے سپرد کرنا ہی "مسلمان" ہونا ہے۔ اس کے برخلاف جو شخص قرآن اور سنتِ رسول پر انحصار نہیں کرتا
بلکہ اپنے دل کا کہا کرتا ہے، یا باپ دادا سے جو کچھ ہوتا چلا آرہا ہو اسکی پیروی کرتا ہے، یا دنیا میں جو کچھ
ہو رہا ہو اسکے مطابق چلتا ہے، اور اپنے معاملات میں قرآن اور سنت سے یہ دریافت کرنے کی ضرورت
ہی نہیں سمجھتا کہ اسے کیا کرنا چاہیے اور کیا نہ کرنا چاہیے، یا اگر اسے معلوم ہو جائے کہ قرآن و سنت
کی ہدایت یہ ہے اور پھر وہ اُسکے جواب میں کہتا ہے کہ میری عقل اسے قبول نہیں کرتی اس لیے میں اس
بات کو نہیں مانتا، یا باپ دادا سے تو اسکے خلاف عمل ہو رہا ہے لہذا میں اسکی پیروی نہ کرونگا، یا
دنیا کا طریقہ اسکے خلاف ہے لہذا میں اُسی پر چلونگا، تو ایسا شخص ہرگز مسلمان نہیں ہے، وہ جھوٹ
کہتا ہے اگر اپنے کو مسلمان کہتا ہے۔

آپ جس وقت کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اور مسلمان ہونے کا اقرار کرتے ہیں،
اسی وقت گویا آپ اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ آپ کے لیے قانون صرف خدا کا قانون ہے۔ آپکا حاکم
صرف خدا ہے۔ آپکو اطاعت صرف خدا کی کرنی ہے۔ اور آپ کے نزدیک حق صرف وہ ہے جو خدا کی کتاب
اور اسکے رسول کے ذریعہ سے معلوم ہو۔ اسکے معنی یہ ہیں کہ آپ مسلمان ہوتے ہی خدا کے حق میں اپنی آزادی
سے دست بردار ہو گئے۔ اب آپ کو یہ کہنے کا حق ہی نہ رہا کہ میری رائے یہ ہے، یا دنیا کا دستور یہ
ہے، یا خاندان کا رواج یہ ہے، یا فلاں حضرت اور فلاں بزرگ یہ فرماتے ہیں۔ خدا کے کلام اور

اسکے رسول کی سنت کے مقابلہ میں اب کوئی چیز آپ پیش نہیں کر سکتے ۔ اب آپکا کام یہ ہے کہ ہر چیز کو قرآن اور سنت کے سامنے پیش کریں ۔ جو کچھ اسکے مطابق ہو اُسے قبول کریں اور جو اسکے خلاف ہو اُسے اٹھا کر پھینکدیں خواہ وہ کسی کی بات اور کسی کا طریقہ ہو۔ اپنے آپکو مسلمان بھی کہنا اور پھر قرآن و سنت کے مقابلہ میں اپنے خیال یا دنیا کے دستور یا کسی انسان کے قول یا عمل کو ترجیح دینا یہ دونوں ایک دوسرے کی ضد ہیں ۔ جس طرح کوئی اندھا اپنے آپ کو آنکھوں والا نہیں کہہ سکتا، اور کوئی نکٹا اپنے آپ کو ناک والا نہیں کہہ سکتا اسی طرح کوئی ایسا شخص اپنے آپ کو مسلمان بھی نہیں کہہ سکتا جو اپنی زندگی کے سارے معاملات کو قرآن اور سنت کا تابع بنانے سے انکار کرے، اور خدا و رسول کے مقابلہ میں اپنی عقل یا دنیا کے دستور یا کسی انسان کے قول و عمل کو پیش کرے ۔

جو شخص مسلمان نہ رہنا چاہتا ہو اسے کوئی مسلمان رہنے پر مجبور نہیں کر سکتا ۔ اسے اختیار ہے کہ جو مذہب چاہے اختیار کرے اور اپنا جو نام چاہے رکھے ۔ مگر جب وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے تو اس کو خوب سمجھ لینا چاہیے کہ وہ مسلمان اُسی وقت تک رہ سکتا ہے جب تک وہ اسلام کی سرحد میں ہے۔ خدا کے کلام اور اسکے رسول کی سنت کو حق اور صداقت کا معیار تسلیم کرنا اور اسکے خلاف ہر چیز کو باطل سمجھنا اسلام کی سرحد ہے ۔ اس سرحد میں جو شخص رہے وہی مسلمان ہے ۔ اس سے باہر قدم رکھتے ہی آدمی اسلام سے خارج ہو جاتا ہے، اور اسکے بعد وہ اگر اپنے آپ کو مسلمان سمجھتا ہے اور مسلمان کہتا ہے تو وہ خود اپنے نفس کو بھی دھوکا دیتا ہے اور دنیا کو بھی ۔ وَمن لم یحکم بما انزل اللّٰہ فاولٰئک ھم الکافرون ۔